۲۲ شعبان المعظّم ۱۴۴۶ھ / 21 فروری 2025ء

مادری زبان...

قدرت کا نشان و احسان

(عالمی یومِ مادری زبان / International Mother Language Day کی مناسبت سے)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ وَاَلۡوَانِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ۔ [الروم30:22]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم و شعور کے ذریعے دیگر مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ انسان ہی ہے جو سوچتا اور سمجھتا ہے، اچھے بُرے کا فیصلہ کر سکتا ہے اور پھر اچھائی کو اختیار کر کے اپنی دُنیا و آخرت کو بہتر بنا سکتا ہے۔

یہ بھی حضرت انسان کا ہی اعزاز ہے کہ وہ اپنے مافی الضمیر / احساسات و خیالات کو مختلف ذرائع سے دوسروں تک پہنچا سکتا ہے... باری تعالیٰ نے اُسے لکھنے کی صلاحیت سے بھی نوازا ہے، اِشارات و عمل (Body language) کے ذریعے اظہار کا سلیقہ بھی سکھایا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو فصیح و بلیغ الفاظ کے ساتھ بولنے کی قوّت بھی عطا فرمائی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ o عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ o ایک تفسیر کے مطابق اِس کا ترجمہ ہے: "رحمٰن (جلّ جلالہٗ) نے انسان کو پیدا کیا اور اُسے قوتِ گویائی سے نوازا۔" [الرحمٰن55:3،4] بولنے کی قوّت و صلاحیت کتنی بڑی نعمت ہے! اِس کا احساس کرنا ہو تو کچھ لمحات کے لیے غور کیجیے کہ اگر ہمیں بولنے کی طاقت نہ ملتی تو کیا صورتِ حال ہوتی!

یہ بھی ربِّ کریم کا احسان اور اُس کی قدرت کا اظہار ہے کہ انسان مختلف بولیاں (Languages) بولتے ہیں، بلکہ بہت مرتبہ ایک ہی شخص ضرورت، شوق یا کسی فائدے کے پیشِ نظر ایک سے زیادہ زبانوں میں بات کرتا ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان چاہے کتنی ہی زبانیں روانی کے ساتھ کیوں نہ بول سکتا ہو، بہر حال اپنے خیالات و احساسات کو مادری زبان میں بیان کرتے ہوئے جو بے تکلّفی، لطف اور اپنائیت محسوس ہوتی ہے وہ کسی دوسری زبان میں نہیں ہوتی۔

مادَری زبان (Mother Language)... جو انسان اپنے گھر اور خاندان سے سیکھتا ہے... یہ کسی بھی قوم کی ثقافت، شناخت اور اُس کی تاریخ کا اہم حصہ ہوتی ہے۔ عصرِ حاضر کے بڑے مسائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت سے لوگ عالَمی زبانوں سے مرعوب ہو کر مادری زبان سے لاپرواہی برت رہے ہیں۔

اقوامِ متّحدہ کی طرف سے 21 فروری کا دن عالَمی یومِ مادری زبان (International Mother Language Day) کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اِس مناسبت سے آج دُنیا بھر میں مختلف تقریبات کا انعقاد ہو رہا ہے اور پاکستان کی متعدد یونی ورسٹیز، کالجز اور دیگر سیاسی و سماجی اداروں میں زبانوں سے متعلق آگاہی کے لیے سیمینارز کا اہتمام ہے۔

اِسی مناسبت سے آج کے خطبہ میں زبانوں (Languages) سے متعلق کچھ گفتگو کی جائے گی۔

زبانوں کا تنوُّع... قُدرت کی عظیم نشانی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف زبانیں / بولیاں عطا فرمائی ہیں، ایک تحقیق کے مطابق دُنیا بھر کے لوگ تقریباً 7,000 زبانوں میں بات کرتے ہیں، صرف برِّاعظم ایشیا میں بولی جانے والی زبانوں کی تعداد 2,300 ہے۔ نہ جانے کتنی زبانیں ایسی ہیں جو پہلے بولی جاتی تھیں، مگر اب معدوم ہو چکی ہیں اور نہ جانے کتنی بولیاں بعد میں ایجاد ہوں گی۔ یہ سب ربِّ کریم کی قُدرت پر بہت بڑی دلیل ہے۔

خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے ارشاد فرمایا: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ۔ یعنی "آسمانوں و زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں / بولیوں اور رنگوں کا مختلف ہونا اللہ تعالیٰ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے، بے شک اِس میں علم والوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔" [الروم 22:30]

اِس آیتِ مبارکہ میں غور و فکر کی دعوت ہے کہ اے انسانو! تم سبھی ایک ہی باپ جناب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو، مگر:

- کوئی عربی بولتا ہے تو کوئی فارسی... کوئی اُردو میں گفتگو کرتا ہے تو کوئی پنجابی، سندھی اور پشتو یا بلوچی وغیرہ میں۔
- یوں ہی تمہاری آوازیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں، حتّٰی کہ سگے، بلکہ جُڑواں بھائیوں کی آواز بھی ایک جیسی نہیں ہوتی۔
- نیز قوّتِ گویائی بھی یکساں نہیں ہوتی... کوئی گونگا ہوتا ہے، بہت سارے بول تو سکتے ہیں مگر سلجھے ہوئے چند فصیح جملے بولنا اُن کے بَس میں نہیں ہوتا، جب کہ کئی بلا تکلّف گھنٹوں تک فصیح زبان میں پُر مغز گفتگو کرتے ہیں۔
- رنگوں کو دیکھو تو کوئی گورا ہے، کوئی کالا اور کوئی گندمی۔
- اِسی طرح انسانوں کی تعداد اربوں میں ہونے کے باوجود کسی کا رنگ، چہرہ اور نَقش دوسرے سے پُورا پُورا نہیں ملتا، ہر ایک دوسرے سے جُدا ہی نظر آتا ہے... حتّٰی کہ کسی انسان کے ہاتھوں اور انگلیوں کی لکیریں دوسرے انسان کی لکیروں سے نہیں ملتیں۔

تمام انسان ایک ہی جنس کے... آپس میں منہ کی بناوٹ بھی دوسروں سے مختلف نہیں... اُن کے اندر موجود گوشت کا ٹکڑا (زبان) بھی یکساں... مگر اُن سے ادا ہونے والے الفاظ اور نکلنے والی آوازیں مختلف... رنگت اور جسمانی ساخت ہر ایک کی دوسرے سے جُدا... اِس تفاوت و تنوّع میں نہ تو والدین کا کوئی دخل ہے نہ ہی پیدا ہونے والے کا کوئی اختیار ہے... یہ نظام ہزاروں سال سے قائم ہے اور اِس میں کبھی تبدیلی نہیں آئی... یہ واضح نشانی ہے کہ نظامِ کائنات نہ تو خود سے چل رہا ہے اور نہ ہی اِسے چلانے والے کئی ہیں، یہ پورا نظام ایک ہی ذات کا بنایا ہوا ہے جو سب کچھ کر سکتی ہے۔

آیت کے آخری حصے میں فرمایا: "بے شک اِس میں علم والوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔" نشانیاں سب کے سامنے تو ہیں، مگر دُنیادار اُن میں غور نہیں کرتے، اُن کے اپنے بکھیڑے بہت ہوتے ہیں، نشانیوں سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق علم والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

افضل زبان

ویسے تو سبھی بولیاں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور اُس کی قدرت کی نشانیاں ہیں، مگر اِن تمام میں عربی زبان کی شان سب سے بڑھ کر ہے۔ عربی زبان سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے، الفاظ کی وُسعت اور معانی کی گہرائی جو عربی میں ہے کسی اور زبان میں نہیں۔ جب سب زبانیں ختم ہو جائیں گی تب بھی عربی باقی رہے گی۔ اِن کے علاوہ بھی عربی زبان کی بہت خوبیاں ہیں، مگر اِس زبان کے ساتھ ہماری محبّت ایمانی تقاضے سے ہے؛ کیونکہ:

- ربّ العزت نے اپنی افضل کتاب کو سب سے اعلیٰ شان والے رسولِ کریم ﷺ پر نازل کرنے کے لیے اِسی زبان کو پسند فرمایا۔
- عربی متعدِّد انبیائے کرام علیہم السلام کی زبان ہے اور ہمارے آقا کریم ﷺ بھی عمومی طور پر اِسی زبان میں تکلّم فرماتے تھے۔
- ہم تک دینِ اسلام پہنچانے والے اور پوری دُنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرانے والے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی زبان بھی عربی ہے۔
- قبر کے سوالات وجوابات عربی میں ہوں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت حدیث:6006)
- یہ وہ واحد زبان ہے جو مرنے کے بعد ہر شخص کو خود بخود آجائے گی۔ (جاء الحق، ملخصًا)
- دین کے اُصول وفروع عربی زبان میں (لکھی گئی کتابوں کے اندر محفوظ) ہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ:3، ص:653)
- تمام اہلِ جنّت اپنے اُس دائمی گھر میں عربی کے اندر ہی گفتگو کیا کریں گے۔ شاعرِ نظامیہ مولانا محمد ثاقب افضل رضوی نے خوب کہا:

پیارے آقا شہِ بطحا کی ہے بولی عربی
دل کو لگتی ہے تبھی پیاری یہ میٹھی عربی

اپنے محبوبِ مکرّم کے مُبارک دل پر
رب نے قرآں کی عبارت بھی اُتاری عربی

قبر میں جوں ہی فرشتوں نے سوالات کیے
حکمِ خالق سے زباں سب ہی کو آئی عربی

باغِ جنت میں بہشتی کریں گے جب باتیں
فضلِ باری سے وہ بولیں گے وہاں بھی عربی

کہنا سیکھو عربی کے کلماتِ مسنون
ہے سعادت کا سبب بولنا ایسی عربی

مادَری زبان کی اہمیّت

انسان جو بولی اپنے گھر اور خاندان سے سیکھتا ہے اُسے مادری زبان (Mother Language) کہا جاتا ہے، یہ کسی بھی قوم کی شناخت اور اُس کی تہذیب و تمدّن کی عکّاس ہوتی ہے۔

دُنیا بھر کے اہلِ فکر و دانش مادری زبان کی اہمیّت کو اُجاگر کرتے ہیں۔ اقوامِ متّحدہ کی طرف سے بھی اِسی لیے ہر سال 21 فروری کو عالَمی یومِ مادری زبان منایا جاتا ہے۔ اِس سے اہم یہ کہ اگر ہم مذہبی تعلیمات کو پیشِ نظر رکھیں تو اُن کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عربی کے بعد مادری زبان کے ساتھ ہی سب سے زیادہ محبت ہونی چاہیے۔ مادری زبان بولنے میں نہ تو کسی قسم کا احساسِ کمتری ہونا چاہیے اور نہ ہی اِسے ترقّی کے راستے میں رکاوٹ سمجھنا چاہیے۔

مادری زبان کی اہمیّت کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ باری تعالیٰ نے انسانوں کی راہ نمائی کے لیے متعدد انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوَاتُ والتَّسۡلِیۡمات کو مبعوث فرمایا، چنانچہ جو نبی جس قوم میں جلوہ افروز ہوئے وہ اُسی قوم کی مادری زبان میں خالقِ کائنات کے احکام پہنچایا کرتے تھے۔

فرقانِ حمید میں اِس حقیقت کو یوں بیان کیا گیا: وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۔ ”اور ہم نے ہر رسول کو اُس کی قوم کی زبان میں ہی بھیجا؛ تاکہ وہ انھیں واضح کر کے بتائے، پھر اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہی بہت عزّت والا، بڑی حکمت والا ہے۔“ [ابرٰھیم 4:14]

آیتِ کریمہ میں کئی حوالوں سے راہ نمائی ملتی ہے:

- ہر قوم کے رسولِ مکرّم علیہ السلام کو اُن کی مادری زبان میں بھیجنا تربیت کرتا ہے کہ کوئی بھی قوم اپنی مادری زبان کو حقیر مت سمجھے، یہ بولیاں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔
- فطری اُصول یہ ہے کہ تعلیم مادری زبان میں دی جائے؛ اِس سے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور صلاحیتیں خوب پروان چڑھتی ہیں۔
- یہ بھی پتا چلتا ہے کہ خالقِ کائنات نے ہمارے آقا خاتم النبیین ﷺ کو دُنیا بھر کی تمام زبانیں سکھائی ہیں؛ کیونکہ آیتِ کریمہ کے مطابق ہر نبی کو اُس قوم کی زبان معلوم ہوتی ہے جس کی طرف اُسے بھیجا گیا۔ سرکارِ دوعالَم ﷺ کو ہر قوم کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے؛ لہٰذا حضور سب کی زبانیں جانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ احادیثِ کریمہ کے مطابق نبیِ کریم ﷺ نے کئی مرتبہ غیر عربی بولنے والوں کے ساتھ اُن کی زبان (Language) میں کلام فرمایا اور یہ بھی ثابت ہے کہ سرکارِ دوعالَم ﷺ جانوروں کی بولی میں اُن کی عرضیاں بھی سمجھ لیا کرتے تھے۔ (ماخوذ از نور العرفان)

مادَری زبان کے حوالے سے ہماری صورتِ حال

مادری زبان کے حوالے سے برِّصغیر کے باسیوں کی صورتِ حال بہت عجیب ہے۔ ہم پاکستان کو ہی دیکھیں تو یہاں علم و فن سے زیادہ زبان سیکھنے اور سکھانے پر محنت کی جاتی ہے... اور اہلِ علم حضرات جانتے ہیں کہ یہ کیفیت ایک گھناؤنی سازش کا نتیجہ ہے۔

برطانیہ نے تجارت کے بہانے برِّصغیر میں گُھس کر جب یہاں پر قبضہ جمایا تو:

- ایک طرف یہاں کی مقامی صنعت کو تباہ کیا؛ تاکہ مارکیٹ میں برطانیہ کی بنی ہوئی چیزوں کے لیے جگہ بنائی جاسکے۔
- دوسری طرف یہاں کے نظامِ تعلیم کو تبدیل کیا؛ تاکہ لوگوں کی سوچ بدل کر اُنھیں محکوم رکھا جاسکے۔ چنانچہ صدیوں سے تعلیم یافتہ اور ہنر مند افراد تیار کرنے والے دینی مدارس کی جگہ جدید تعلیمی ادارے قائم کیے گئے، جس پر شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال سمیت کئی مفکرین نے کتابیں اور نظمیں لکھیں، مگر افسوس کہ ہماری روِش آج بھی اُسی طرح ہے۔
- تیسری بڑی سازش یہ تھی کہ انگریز نے برِّصغیر میں بسنے والی اقوام کو اُن کی مادری زبانوں سے دُور کرنے کی پالیسی بنائی۔ چنانچہ فارسی اور عربی کی جگہ انگریزی کو تعلیم کا ذریعہ بنایا گیا۔ یہاں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں: پنجابی اور بنگالی کے بجائے انگریزی اور اُردو کو دفتری و سرکاری زبان قرار دیا گیا۔

خطے کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ 75 سال گزر جانے کے باوجود تہذیب و ثقافت اور زبان کے حوالے سے اربابِ اختیار اور حکمرانوں کی سوچ آج بھی انگریز والی ہے۔ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز لوگ انگریزی سے اِس قدر مرعوب و متأثر ہیں کہ وہ مادری زبان کو معمولی، بلکہ غیر ضروری سمجھتے ہیں اور کئی کم ظرف تو انگریزی نہ بول سکنے والوں کو جاہل قرار دیتے ہیں... بڑی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جو اُردو لکھنے سے قاصر ہوتے ہیں اور اُردو کو بھی رومن الفاظ میں لکھتے ہیں۔ انگلش میڈیم سکولوں میں تعلیم دلوانے کو ترجیح دی جاتی ہے، حالانکہ اہلِ فکر و دانش تسلیم کرتے ہیں کہ مادری زبان میں تعلیم آسان اور زیادہ مؤثّر ہوتی ہے، یہاں تک کہ یورپین ممالک میں تارکینِ وطن کے بچوں کو اُن کی مادری زبانوں میں تعلیم دی جاتی ہے، باوجودیکہ وہ جانتے ہیں کہ اِنھوں نے کبھی اپنے ملکوں میں واپس نہیں جانا... ماضی میں سپریم کورٹ نے اُردو زبان کو نافذ کرنے کے لیے واضح آرڈر جاری کیا، مگر دفتری زبان آج بھی انگریزی ہے۔

ایک لطیفہ مشہور ہے: پاکستانی گھر میں اپنی مادری زبان (پنجابی، سندھی، بلوچی اور پشتو وغیرہ) بولتے ہیں، قومی رابطے کے لیے اُردو کا استعمال ہوتا ہے، تعلیمی اداروں اور دفاتر میں انگریزی چلتی ہے، جب کہ موت کے بعد تمام مراحل میں عربی درکار ہوگی۔

قرآن و سنت کو سمجھنے کے لیے عربی سیکھنا سعادت ہے، نہ سیکھی تو موت کے بعد خود ہی آجائے گی، مگر ہماری نئی نسل کی جس قدر صلاحیتیں انگریزی سیکھنے پر صَرف ہو رہی ہیں، اگر اِنھیں علم و فن سیکھنے اور سکھانے میں استعمال کیا جائے تو ملک و قوم کی بڑی خدمت ہوگی۔

دوسری زبان سے مرعوب ہونے کے اثرات

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ ضرورت ہو تو جائز طریقے سے دُنیا کی کوئی بھی زبان سیکھنا درست ہے اور اچھی نیت ہو تو کارِ ثواب بھی ہے۔ ہر دَور میں مسلمان اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے دوسری زبانیں سیکھتے رہے ہیں، اِسی طرح حاجت کے تحت قومی ترقّی کے لیے دوسری زبان سیکھنے میں حرج نہیں... مگر سمجھنے کی بات یہ ہے کہ "ضرورت وحاجت" اور چیز ہے، جب کہ "شوق وچاہت" کچھ اور ہے۔ ضروری ہو تو بیمار شخص کڑوی دوا بھی لیتا ہے، بلکہ ایسی جراثیم کُش / Antibiotic دوا بھی لینا پڑتی ہے جس سے معدہ وقتی طور پر خراب ہو جاتا ہے... لیکن اگر کوئی شخص اِن دواؤں کو غذا کی طرح استعمال کرنے لگے تو یہ اُس کے لیے سخت نقصان دہ ہوں گی۔

یہی صورتِ حال زبانوں کی بھی ہے، انگریزی زبان ہو یا کوئی اور... ضرورت کے تحت اُسے سیکھنے میں حرج نہیں، لیکن اگر بات یہاں تک پہنچ جائے کہ "صاحب جی" قرآنِ مجید تو صحیح طور پر پڑھ نہیں سکتے اور اِس کے لیے کوشش بھی نہیں کرتے، مگر انگریزی بولنے کو اپنے لیے فخر سمجھتے ہیں... دین سیکھنے کے لیے وقت نہیں، مگر انگریزی ایسے ہے جیسے یہی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہو... تو ظاہر ہے کہ اِس کے نتائج بہت خطرناک ہوں گے۔ یوں انگریزی کے پیچھے پڑنے والے مسلمانوں کی دینی اقدار سے بیزاری ہمارے سامنے ہے۔

اصل میں غیر محسوس طور پر انگریزی کو ٹھونسنے کی وجہ یہ ہے کہ طاقت وَر ریاستیں عالَم گیریّت (Globalization) کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں، وہ چاہتی ہیں کہ دُنیا بھر کے انسانوں کا طرزِ زندگی اور تہذیب وتمدّن ایک ہی ہو، چونکہ زبان بھی کسی قوم کی ثقافت کا حصہ ہوتی ہے؛ اِسی لیے زبان کو تبدیل کر کے تہذیب وثقافت کو بدلنے کا راستہ ہموار کیا جارہا ہے۔

زبان کی تبدیلی کا اثر کتنا گہرا ہوتا ہے؟ اِس کا اندازہ ترکیہ کی تاریخ سے کیجیے! ترکی زبان صدیوں سے عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ سلطنتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد 1928ء میں مصطفیٰ کمال اتاترک نے ترکیہ کی اسلامی شناخت کو ختم کر کے اُسے لبرل جمہوریہ بنانے کے لیے یہ حکم جاری کیا کہ ترکی زبان کو عربی کے بجائے لاطینی یا رومن رسم الخط میں لکھا جائے... زبان تبدیل نہیں ہوئی، فقط رسم الخط بدلا گیا... نتیجہ یہ نکلا کہ لائبریریوں میں موجود صدیوں کا علمی ذخیرہ ناکارہ ہو گیا اور اُن کتابوں کو پڑھنے کی قابلیت نہ ہونے کی وجہ سے تُرکیہ کی نئی نسل کا اپنے ماضی سے تعلق منقطع ہو گیا۔ یوں ہی 1889ء سے کشمیر کی سرکاری زبان اُردو تھی، 131 سال بعد 13 ستمبر 2020ء کو مُودی سرکار نے مقبوضہ کشمیر میں اردو کی سرکاری حیثیت کو ختم کر کے ہندی کے ساتھ کچھ مقامی زبانوں کو سرکاری درجہ دیا اور کشمیری زبانوں کا رسم الخط اردو نستعلیق سے تبدیل کر کے دیوناگری اختیار کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔

اِس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ زبان کی تبدیلی کا تہذیب وثقافت پر کتنا گہرا اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمیں یہ شعور بیدار کرنا چاہیے کہ انگریزی سمیت کوئی بھی زبان ضرورت ہو سکتی ہے، مگر شوق نہیں۔ محبّت عربی کے بعد اپنی مادری زبان سے ہی ہونی چاہیے۔

ماہِ نزولِ قرآن کی مناسبت سے عربی تلفّظ سیکھنے کی ضرورت

اِس بات کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ مادری زبان سے محبّت فطری تقاضا اور قومی شعور کی بیداری ہے، مگر عربی سے محبّت ایمانی تقاضا اور قرآن وحدیث کے ساتھ تعلّق کی پختگی ہے۔ اِس تناظر میں توجہ طلب بات ہے کہ آج شعبان المعظّم کی 22 تاریخ ہے اور چند ہی دنوں میں رمضان المبارک جلوہ افروز ہونے والا ہے۔ یہ وہ ماہِ پُر نور ہے جسے ربّ تعالیٰ نے اپنا کلامِ مجید نازل کرنے کے لیے پسند فرمایا۔ چنانچہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ اِس مہینے میں قرآنِ حکیم کے ساتھ اپنا رشتہ مزید مضبوط کریں۔

قرآنِ حکیم سے وابستگی میں یہ پہلو بھی بہت اہم ہے کہ ہم اُسے صحیح تلفّظ کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ بلا مبالغہ ہمارے ہاں 90٪ یا اِس سے زیادہ لوگ قرآنِ مجید کو صحیح تلفظ کے ساتھ نہیں پڑھتے۔ پھر اِس سے بھی بڑھ کر افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمیں شعور ہی نہیں کہ قرآنِ مجید کا درست تلفُّظ سیکھنا اور اُسے صحیح پڑھنا فرضِ عین ہے۔[1] اگر کوئی شخص قرآنی الفاظِ کریمہ کی صحیح ادائیگی نہیں سیکھتا تو وہ اُسی طرح سخت گناہ گار ہے جس طرح نماز نہ پڑھنے والا گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

پر وَردۂ آغوشِ نبوّت سیدنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: رُبَّ تَالٍ لِّلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهٗ۔ یعنی کئی قرآنِ کریم کو پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں جن پر قرآن لعنت فرماتا ہے۔

(إحیاء علوم الدین للغزالی، کتاب آداب تلاوۃ القرآن، ج:1، ص:274۔ التذکرۃ فی الوعظ، مجلس:7، ص:81)

بزرگوں نے لکھا کہ یہ وعید اُس کے لیے بھی ہے جو قرآنِ حکیم کو غلط پڑھے، اُس کے لیے بھی ہے جو اُس کی غلط تشریح کرے اور اُس کے لیے بھی جو قرآنِ حکیم پر عمل نہ کرے۔[2]

سیدنا انَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس ارشاد سے اُن بد بختوں کو بھی سبق لینا چاہیے جو ایک عالَمی سازش کے تحت قرآنِ حکیم پڑھانے والے افراد اور اداروں کے بارے میں بد گمانیاں پھیلا کر لوگوں کو اُن سے دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن غلط پڑھنے والے پر لعنت ہے تو سازش کے تحت قرآن سے دُور کرنے والا کتنا بڑا لعنتی ہو گا۔

یہ بات درست ہے کہ اگر کسی فرد یا ادارے میں خرابی ہے تو اُسے ضرور دُور کرنا چاہیے، مگر جس طرح کسی کالج یا یونی ورسٹی کے متعلقہ افراد غلط کام کریں تو ملک بھر کی یونی ورسٹیوں کے خلاف پروپیگنڈا نہیں کیا جاتا، اِسی طرح کسی دینی ادارے میں کام کرنے والا ایک شخص نامناسب حرکت کرے تو تمام دینی اداروں کو بدنام کرنا قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔

---

[1] فتاوٰی رضویہ، ج:6، ص:343، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ملخصًا

[2] وَهُوَ مُتَنَاوِلٌ لِمَنْ يُخِلُّ بِمَبَانِيْهِ أَوْ مَعَانِيْهِ أَوْ بِالْعَمَلِ بِمَا فِيْهِ۔ (تفسیر روح البیان، تحت المزمل 4:73)

حرفِ آخر: قوّتِ بیان اور مادری زبان کا مان

قوّتِ بیان ربّ تعالیٰ کا احسان ہے، خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ کی عطا سے انسان اپنے خیالات واحساسات کو فصیح وبلیغ الفاظ میں تعبیر کرکے دوسروں تک پہنچا سکتا ہے، تاہم یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ زبان کو شریعت کی لگام دینا بہت ضروری ہے۔ یہ زبان دِکھنے میں گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، مگر اِس کی قدر ومنزلت بہت زیادہ ہے... اگر انسان گفتگو میں دینی تقاضوں کا لحاظ رکھے اور فقط وہ بات کرے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ کریم ﷺ کو پسند ہے تو زبان اُسے اُن بلندیوں تک پہنچاتی ہے جن کا اُسے تصوّر بھی نہیں ہوتا، لیکن اگر زبان کو بے لگام چھوڑ دیا جائے اور "جو منہ میں آیا بک دیا" والی بات ہو تو ارشادِ نبوی کے مطابق بعض اوقات انسان اللہ تعالیٰ کی ناراضی والے ایک لفظ کی وجہ سے جہنم میں جا گرتا ہے۔[1]

یہ ہمارے دَور کا بہت بڑا المیہ ہے کہ زیادہ تر لوگ بولنے کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور ہر بات میں ٹانگ اَٹکانے کو ضروری خیال کرتے ہیں، حالانکہ بہت مرتبہ خاموش رہنا بولنے سے ہزار درجے بہتر ہوتا ہے۔

بہر حال قوّتِ گویائی مالکِ کریم کا احسان ہے اور انسانوں کا مختلف زبانوں (Languages) میں بات کرنا قدرت کا نشان ہے۔ انسانوں کی جنس بھی ایک ہی، منہ کی بناوٹ بھی یکساں، منہ میں موجود گوشت کا ٹکڑا (زبان) بھی ایک ہی طرح کا، مگر اُن سے ادا ہونے والے الفاظ اور نکلنے والی آوازیں مختلف... رنگت اور جسمانی ساخت ہر ایک کی دوسرے سے جُدا... اِس میں نہ تو والدین کا کوئی دخل ہے نہ ہی پیدا ہونے والے کی کوئی مرضی... چنانچہ یہ واضح نشانی ہے کہ نظامِ کائنات نہ تو خود سے چل رہا ہے اور نہ ہی اِسے چلانے والے کئی ہیں، یہ پورا نظام ایک ہی ذات کا بنایا ہوا ہے جو سب کچھ کر سکتی ہے۔

21 فروری: عالَمی یومِ مادری زبان (International Mother Language Day) کی مناسبت سے آج کے خطبہ میں بولیوں سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

- دنیا بھر میں بولی جانے والی تقریباً 7,000 زبانوں میں "عربی" کو سب سے نرالی شان حاصل ہے اور اِس سے محبّت ایمانی تقاضا ہے، ہر مسلمان پر اتنی عربی سیکھنا لازم ہے کہ وہ درست تلفُّظ کے ساتھ قرآنِ حکیم کی تلاوت کر سکے، اِس کے ساتھ اگر وہ قرآن وحدیث اور دینِ متین کو سمجھنے کے لیے عربی علوم بھی سیکھے تو بہت سعادت کی بات ہے۔

ماہِ نزولِ قرآن رمضان المبارک کی مناسبت سے ہمیں قرآنِ حکیم کے ساتھ اپنا تعلّق پختہ کرنا چاہیے، کسی قاری صاحب کو تلاوت سُنا کر اپنا تلفظ درست کریں، تلاوت کرکے خوب نیکیاں کمائیں اور عمل کرکے اپنی دُنیا وآخرت کو سنواریں۔

---

[1] فی روایۃ سیدنا أبی ھریرۃ مرفوعا: وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ۔ (البخاری: 6478)

❖ مادَری زبان(Mother Language)...جو انسان اپنے گھر اور خاندان سے سیکھتا ہے...یہ کسی بھی قوم کی ثقافت، شناخت اور اُس کی تاریخ کا اہم حصہ ہوتی ہے۔ اِس سے محبّت فطری تقاضا ہے۔ ہمیں مادری زبان بولتے ہوئے ہر گز احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اپنی مادری اور قومی زبان کے فروغ کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

❖ ضرورت کے تحت شرعی حدود میں رہتے ہوئے دُنیا کی کوئی بھی زبان سیکھی جاسکتی ہے، البتہ عربی کے علاوہ کسی بھی زبان سے مرعوب ہونے یا اُسے اپنا شوق بنانے کی ہر گز حاجت نہیں۔

❖ یہ غلامانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ بعض لوگ انگریزی زبان کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں، دین سیکھنے کے لیے ایک گھنٹہ نہیں نکال پاتے، جب کہ انگریزی کے لیے ہمہ وقت دستیاب ہوتے ہیں۔ ہمیں اپنی صلاحیتیں کسی ایک زبان کے لیے وقف کرنے کے بجائے علوم وفنون کو حاصل کرنے کے لیے صَرف کرنی چاہییں۔

❖ یہ بھی خام خیالی ہے کہ اگر انگریزی نہ سیکھی تو ترقّی نہیں کر سکیں گے؛ کیونکہ چائنہ، جاپان اور کوریا وغیرہ ترقّی یافتہ ممالک ہیں اور اُنھوں نے انگریزی کا بُھوت سر پر سوار کیے بغیر مادری زبانوں میں ترقّی کی ہے۔

❖ ہمیں نہ تو انگریز سے محبّت ہے، نہ انگریزی سے پیار ہے اور نہ ہی انگریزی تہذیب ہمیں قبول ہے... ہمیں ماہِ عرب ﷺ سے عشق ہے، آپ کی پیاری بولی سے پیار ہے اور آپ کی عطا کردہ تہذیب ہمارا فخر ہے۔ جدید عصری اداروں میں پڑھنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ انسان اپنی اقدار کو بھول جائے۔ شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال نے بھی مختلف ممالک سے تعلیم حاصل کی، مگر اُنھوں نے کہا:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف[1]

شرعی مسئلہ: جس طرح شعبان المعظّم کے آغاز میں روزے رکھنا مستحب ہے، اِسی طرح آخری دنوں میں بھی روزے رکھنا اچھا ہے۔ نبیِ کریم ﷺ شعبان کے اکثر دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔

بعض روایات میں شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا،[2] اُن سے مراد ہے کہ جو شخص کمزور ہو اور شعبان میں روزے رکھنے کی وجہ سے اُس کے رمضان کے روزے متأثر ہوں وہ شعبان کے آخری دنوں میں روزے نہ رکھے۔[3]

---

[1] خِیْرَہ: حیرت زدہ/متأثر۔ دانشِ فَرَنگ: یورپ سے حاصل شدہ علم۔ نَجَف: عراق کا وہ شہر جہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مزارِ پُر انوار ہے۔ یعنی مَیں یورپ کے علم وحکمت سے مرعوب نہیں ہوا؛ کیونکہ میری آنکھوں میں مدینہ منورہ اور نجفِ اشرف کی خاک کا سرمہ لگا ہے۔

[2] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوْا۔ (الترمذی:738)

[3] اَلْمَقْصُوْدُ اسْتِجْمَامُ مَنْ لَا يَقْوٰى عَلٰى تَتَابُعِ الصِّيَامِ، فَاسْتُحِبَّ الْإِفْطَارُ كَمَا اسْتُحِبَّ إِفْطَارُهٗ عَرَفَةَ لِيَتَقَوّٰى عَلَى الدُّعَاءِ، فَأَمَّا مَنْ قَدَرَ فَلَا نَهْيَ لَهٗ، وَلِذٰلِكَ جَمَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ الشَّهْرَيْنِ فِي الصَّوْمِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث:1974

اللہ تعالیٰ امام الانبیاء ﷺ کے صدقے میں ہمیں توفیق سے نوازے کہ ہم اپنی زبان کو دینی تقاضوں کے مطابق استعمال کریں!

مالکِ کریم ہمیں دینی اقدار کی قدر نصیب فرمائے اور غیروں کی تہذیب وثقافت سے متنفّر کر دے!

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب وآلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید ونصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے اور امریکہ واسرائیل کے مذموم عزائم کو خاک میں ملائے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!